
مقبول ترین
قومی ایوارڈ یافتہ
کثیر الاشاعت میگزین
18 واں سال
مسلسل اشاعت
ماہ نامہ
آبِ حیات
لاہور
جلد 18 | شمارہ 05 | مئی 2018ء | شعبان المعظم رمضان المبارک
شہدائے قندوز
لبیک یا رسول اللہ
رمضان المبارک کے فضائل مسائل
امن کا پیغام
میڈیا کا کردار
مضمون نگاری
ادارہ آبِ حیات ٹرسٹ
0300-0321-9458876
Aetmad Graphicd lhr

فہرست مضامین

ماہ نامہ آب حیات لاہور، شمارہ مئی ۲۰۱۸ء

اس کے علاوہ وہ سب کچھ جو آپ ایک اچھے میگزین میں پڑھنا چاہتے ہیں



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج پورا پاکستان لبیک یارسول اللہ کے نعرہ سے گونج رہا ہے، کچھ دیوانے بڑی شد و مد کے ساتھ لبیک یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے جھوم رہے ہیں، اب لبیک پاکستان کے نام سے ایک سیاسی تنظیم بھی باقاعدہ الیکشن کمیشن سے رجسٹرڈ ہو چکی ہے، جس کا دعویٰ یہ ہے کہ اب ووٹ دین کے لیے استعمال کیا جائے گا، اب ووٹ دین کے لیے دیا جائے گا، انہوں نے دیکھو دیکھو کون آیا؟ شیر آیا، شیر آیا، کی جگہ پر آیا آیا دین آیا کا نعرہ بھی ایجاد فرمالیا ہے۔

اگرچہ اس سے پہلے جمعیت علماء پاکستان کے نام پر ایک جماعت مولانا شاہ احمد نورانی مولانا عبدالستار خان نیازی کی سربراہی میں نظام مصطفےٰ کے لیے میدان سیاست میں آئی تھی، مگر نامعلوم وجوہات کی بناء پر پاکستانی عوام نے انہیں اپنی پارلیمانی سیاست کے اہل نہیں سمجھا، یا نادیدہ قوتوں نے ان کی سادہ لوحی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں اس طرف نہیں آنے دیا، یا ان لوگوں کی تنگ نظری، فرقہ پرستی، مسلک پرستی کی وجہ سے لوگوں نے انہیں ووٹ نہیں دیا۔

اسی طرح جمعیت علماء اسلام کے نام سے پاکستان میں ایک جماعت میدان سیاست میں کئی دہائیوں سے کام کر رہی ہے، جس کے نامی گرامی سربراہ کسی دور میں مولانا مفتی محمود بھی رہے ہیں، جن کا نام آتے ہی آج بھی بہت سے لوگوں کے سر ادب واحترام سے خم ہو جاتے ہیں، انہیں چھ ماہ کے لیے سابق صوبہ سرحد اور موجودہ صوبہ کے پی کے کا

وزیر اعلیٰ بھی چن لیا گیا تھا، مگر مفتی محمود نے جب ایوان اقتدار کو لات ماری تو دنیا نے اس مرد قلندر کی ان قلندرانہ اداؤں اور سکندرانہ جلال کو بھی عجب انداز میں دیکھا تھا۔

آج ان کے لخت جگر بیٹے مولانا فضل الرحمان پوری جرات ، ہمت، شجاعت اور بسالت کے ساتھ میدان سیاست میں خم ٹھونک کر کھڑے ہیں، وہ اپنے والد ماجد کے سانحہ رحلت کے بعد ایک تسلسل سے میدان سیاست میں پورے قد کاٹھ کے ساتھ کھڑ ے ہیں، سینٹ میں ان کے اراکین موجود ہوتے ہیں، صوبائی اسمبلیوں میں ان کے اراکین موجود ہوتے ہیں، قومی اسمبلی میں مولانا بہ نفس نفیس خود جلوہ گر ہوتے ہیں۔

جب کہ پاکستانی سیاست کی بساط پر دوسری سیاسی جماعتیں بھی سرگرم عمل ہیں، بلکہ برسرپیکار ہیں، درجنوں سیاسی جماعتوں میں بڑی تین سیاسی جماعتیں پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان تحریک انصاف نہ صرف اقتدار کی دوڑ میں شبانہ روز متحرک ہیں بلکہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے، ایک دوسرے کو گالیاں دینے، ایک دوسرے کو آنے والے قومی وصوبائی انتخابات میں چھٹی کا دودھ یاد کرانے جیسے دعوے کر رہی ہیں۔

پاکستان ۱۹۴۷ء میں معرض وجود میں آیا تھا، اس وقت سے لے کر لمحہ موجود تک کتنا وقت ان سیاست دانوں کو ملا، ان کے پیشروؤں کو ملا، مگر یہ لوگ ایسا کوئی کام نہ کر سکے جس کے باعث انہیں تاریخ سنہری حروف والفاظ کے ساتھ یاد کرتی۔

یہ بات قابل تسلیم ہے کہ ان سیاست دانوں نے پاکستان میں شاہراہیں تعمیر کروائیں، ہوائی اڈے تعمیر کروائے، ریلوے اسٹیشن تعمیر کروائے، نت نئے نئے ڈیزائن اور ماڈلز کے تعمیراتی پروجیکٹ قائم کیے، مگر یہ لوگ اپنا اور اپنی قوم کا سربلند نہ کر سکے، دنیا کے طاقتور لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ لوگ بات نہیں کر سکتے، بلکہ ان لوگوں کو اگر بیرونی اشارے ملتے ہیں تو ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ یہ ان اشاروں کی زبان سمجھیں اور انہیں عملی جامہ پہنائیں۔

میں گزشتہ دنوں پاکستان کے ایک سابق بیوروکریٹ جناب اوریا جان مقبول عباسی صاحب کا ایک ٹی وی شو دیکھ رہا تھا، جس میں انہوں نے جناب غازی ممتاز حسین قادری شہید کی شہادت کے بارے میں فرمایا کہ عدالتوں نے ان کو سزائے موت سنائی تو رحم کی اپیل کے لیے صدر پاکستان کو درخواست دی گئی، جب درخواست صدر پاکستان کے پاس گئی تو کچھ علماء کرام ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس سزا کو ملتوی کیا جائے، مگر صدر پاکستان نے کہا کہ روزانہ وزیر اعظم ہاؤس سے فون آتا ہے کہ ممتاز قادری والی اپیل کیوں نکالی نہیں جاتی؟

اوریا جان مقبول کا کہنا تھا کہ بے شمار گستاخان رسول کی گستاخیوں کے خلاف بھی عدالتوں نے سزائے موت سنائی ہے، مگر ان کو معرض التوا میں آج تک رکھا ہوا ہے، گیارہ بارہ سال تک یورپی یونین کے کہنے پر یہاں پھانسیوں کی سزا معطل رکھی گئی ہے۔

جب غازی ممتاز حسین قادری کی اپیل خارج ہو گئی، صدر پاکستان نے رحم نہ کھایا، غازی بالآخر پھانسی کے پھندے کو چومتے ہوئے تختہ دار پر جھول گیا، مسلمانان پاکستان نے یک آہنگی سے اس کی شہادت پر اسے خراج تحسین پیش کیا، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیثوں تمام لوگوں نے غازی کی شہادت کو تحسین جب کہ حکومت وقت کے خلاف سخت ناراضی کا اظہار کیا۔

غازی ممتاز حسین کی شہادت ہی تحریک لبیک یارسول اللہ کی بنیاد بنی، اسی نعرے اور اسی شہادت نے ایک ایسے طبقے کو میدان سیاست میں کھڑا کیا جو ہمیشہ سے پاکستان میں پرامن اور بھولا بھالا سمجھا جاتا تھا، غازی ممتاز شہید کے لہو کی حرارت کے باعث اس تحریک کے لوگوں میں بھی وہ جوش وخروش پایا جاتا ہے کہ وہ پاکستان میں دین کے نفاذ کا اعلان کر رہے ہیں، ۲۰۱۸ کے انتخابات کو وہ امید بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔

یقیناً ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہماری بھی دیرینہ آرزو اور خواہش ہے کہ پاکستان میں اسلامی قانون نافذ ہو، یہاں دین کا نفاذ ہو، یہاں شریعت کی بہاریں آئیں، اسی

مقصد کے لیے کچھ عرصہ پہلے پاکستان کے وفاقی دارالحکومت میں طالبات نے ایک پرزور تحریک چلائی تھی، جس کو تحریک نفاذ شریعت کا نام دیا گیا تھا،اس تحریک کو فوجی بوٹوں کے نیچے کچلا گیا تھا، پرویز مشرف کا دور ظلمات تھا، جس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ قانون بن جایا کرتا تھا، جو پاکستان کے سیاہ وسفید کا مالک تھا، جس نے پاکستان کو تاریکیوں میں دھکیلنے میں بڑا مجرمانہ کردار ادا کیا۔

تحریک لبیک یارسول اللہ پاکستان اگرچہ جلد ہی گروپ بندی کا شکار ہوگئی ہے، جس کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جارہا، مگر اس کے ساتھ ساتھ تحریک لبیک یارسول اللہ کی زمام قیادت ایسے لوگوں کے بے رحم ہاتھوں میں ہے جو اپنے سوا کسی دوسرے فرقے کو مسلمان ہی خیال نہیں کرتے، یوں اگر یہ لوگ پورے پاکستان میں اپنے نمائندے کھڑے کر بھی دیں اولاً یہ بات مشکل دکھائی دیتی ہے، بالفرض اگر یہ لوگ پورے ملک میں اپنے نمائندے کھڑے کر بھی دیں تو سینکڑوں حلقوں میں ان کے لیے اپنے فرقہ کے لوگوں کے ووٹ ہی پول ہوں گے،یوں معاملہ پھر کھٹائی میں پڑتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ پاکستان بھر میں کوئی بھی مسلک اور کوئی بھی فرقہ اپنے فرقہ اور مسلک کے لوگوں کا ووٹ لے کر اسمبلی میں آج تک گیا نہ آئندہ جاسکے گا، اس لیے کہ پاکستان کے گلی کوچے میں، پاکستان کے ہر ہر حلقے میں ہر فرقہ اور ہر مسلک کے لوگ موجود ہیں،اس صورت میں بھی لبیک یارسول اللہ تحریک کو کامیابی کی شکل مشکل دکھائی دے گی۔

اس لیے ہمارا مشورہ ان کے لیے یہ ہے کہ وہ پہلے چند سالوں تک سیاسی اسرار ورموز کا درس لیں، اس کے خم وپیچ سے آگاہی حاصل کریں، سیاسی اکھاڑے کے داؤ پیچ سیکھیں، سیاسی میدان میں اترنے سے پہلے اچھی طرح اس کو سمجھ لیں، بلکہ اس میدان میں کام کرنے والے علماء کرام سے راہنمائی لیں کہ کس طرح ہم لوگ مل جل کر ایک دوسرے کی طاقت بنیں اور ملک جس مقصد کے لیے قائم ہوا تھا اس مقصد کے لیے جدوجہد کریں۔

مجھے امید ہے کہ جب اسلامی قانون کے نفاذ، دین کے نفاظ کے لیے ہم مخلصانہ کاوشیں بروئے کار لائیں گے تو پھر ہمیں ایک دوسرے سے میل ملاقات رکھنے میں کوئی شرمندگی اور ہچکچاہٹ نہیں ہوگی، یوں ہم ایک دوسرے کے قریب ہو کر سیاسی میدان میں بہترین فوائد حاصل کر سکیں گے، ہمارے اتحاد کی بدولت دوسرے لوگ بھی ہماری طرف متوجہ ہوں گے۔

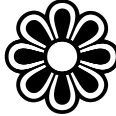
میرے خیال میں جو لوگ پہلے ہی سے میدان سیاست میں ہیں وہ بھی پیش قدمی کریں ان لوگوں کے مچلتے ایمانی جذبات کو سمجھیں اور ان کو پرچم نبوی کا سایہ فراہم کریں، اور ان لوگوں کو بھی تجربہ کاروں کی تجربہ کاری سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے تاکہ آیا آیا دین آیا کی کوئی مؤثر شکل پیدا ہو سکے، ورنہ یہاں اسلامک فرنٹ اور پاکستان عوامی تحریک کا جنازہ نکلتے دیکھ کر لوگوں نے نعرہ ہائے رستاخیز بلند کیا تھا کہ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے، لوگوں کی نفسیات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کے دین کے لیے مشترکہ کاوشیں بروئے کار لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خادم اسلام

محمود الرشید عباسی حدوٹی

جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور

۱۶ اپریل ۲۰۱۸ء بروز پیر۔ بوقت صبح پونے پانچ بجے



درس قرآن کریم

مولانا سرفراز خان صفدر رحؒ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ(۱) الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۲) مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (۳)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا۔ جو سب سے بڑا مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔ جو روز جزا کا مالک ہے

تفسیر: الحمد للہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ ایک ہے حمد اور ایک ہے مدح۔ حمد ایسی تعریف کو کہتے ہیں جو کسی کے ذاتی افعال پر کی جائے ذاتی اوصاف پر کی جائے۔ مدح عام ہے کسی کی خوبی ذاتی ہو یا غیر ذاتی ہو۔ اس پر جو تعریف کی جائے تو اس کو مدح کہتے ہیں۔ لہذا حمد صرف رب تعالیٰ کے لیے ہے کہ اس کی تمام خوبیاں اور اوصاف ذاتی ہیں مستعار اور مانگی ہوئی نہیں ہیں۔ اور "تمام" کا معنی الف لام کا ہے۔

رب العٰلمین جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔ رب کا معنٰی ہے پالنے والا، تربیت کرنے والا۔ اگر رب کا مفہوم ہی سمجھ لے تو شرک کے قریب نہیں جاسکتا کیونکہ تربیت کے لئے رہائش کی ضرورت خوراک کی ضرورت، پانی کی ضرورت، ہوا کی ضرورت، حفاظت کی ضرورت اور جتنی بھی چیزیں تربیت کے لئے ضروری ہیں وہ سب رب تعالیٰ کے پاس اور اسی کے اختیار میں ہیں۔ تو کوئی اور اس کا شریک اور حصے دار کس طرح بن گیا؟ اور اس کے سوا کسی اور کے پاس حاجت روائی کے لئے جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور تربیت کرنے والا صرف رب تعالیٰ ہے۔

عالمین جمع ہے عالم کی اور عالم کے معنٰی ہیں جہان اور جمع کا صیغہ اس لئے لائے ہیں کہ عالم بہت ہیں انسانوں کا عالم ہے، پرندوں کا عالم ہے، حشرات الارض کا عالم ہے، تو تمام عالموں کا پالنے والا صرف ایک اللہ تعالیٰ ہے۔



روزہ کی فضیلت

مولانا عبد السلام عباسی

عربی زبان میں روزہ کو صوم کہا جاتا ہے، صوم کی جمع صیام آتی ہے، لغت میں صوم اور صیام کے معنی ہیں امساک یعنی مطلقاً رکنا! اصطلاح شریعت میں ان الفاظ کا مفہوم ہے " فجر سے غروب آفتاب تک روزہ کی نیت کے ساتھ کھانے پینے، جماع کرنے اور بدن کے اس حصے میں وہ " اندر " کے حکم میں ہو کسی چیز کے داخل کرنے سے رکے رہنا۔

رمضان المبارک کے روزے ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان کے مہینے میں تحویل قبلہ کے دس روز بعد فرض کئے گئے بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس سے قبل کوئی روزہ فرض نہیں تھا جب کہ بعض حضرات کا قول ہے کہ اس سے قبل بھی کچھ ایام کے روزے فرض تھے جو اس ماہ رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد منسوخ ہو گئے۔

چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک تو عاشورہ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ فرض تھا اور بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ ایام بیض (قمری مہینے کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں راتوں کے دن) کے روزے فرض تھے۔ رمضان کے روزے کی فرضیت کے ابتدائی دنوں میں بعض احکام بہت سخت تھے مثلاً غروب آفتاب کے بعد سونے سے پہلے کھانے پینے کی اجازت تھی مگر سونے کے بعد کچھ بھی کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی۔ چاہے کوئی شخص بغیر کھائے پئے ہی کیوں نہ سو گیا ہو، اسی طرح جماع کسی بھی وقت اور کسی بھی حالت میں جائز نہ تھا۔ مگر جب یہ احکام مسلمانوں پر بہت شاق گزرے اور ان احکام کی وجہ سے کئی واقعات بھی پیش آئے تو یہ احکام منسوخ کر دیئے گئے اور کوئی سختی باقی نہ رہی۔ (ماخوذ از شرح مشکوۃ المصابیح)

۱۰:...

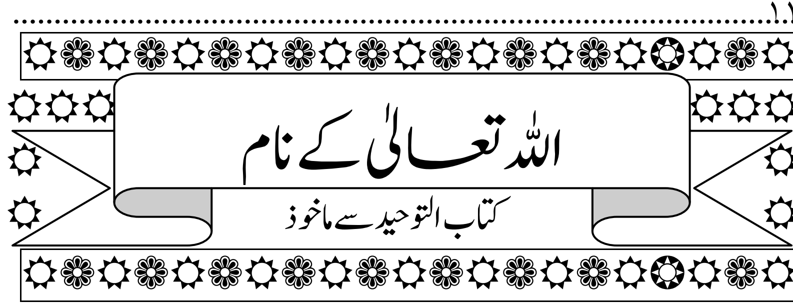
حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں نیز شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ ایک اور روایت کے الفاظ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کی بجائے یہ ہیں کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

شارح مشکوٰۃ شریف ان روایات کو نقل کرنے کے بعد ان کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں سے اس بات کی طرف کنایہ مقصود ہے کہ اس ماہ مقدس کے شروع ہوتے ہیں باری تعالیٰ کی پے درپے رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور بندوں کے اعمال بغیر کسی رکاوٹ کے عالم بالا کی طرف چڑھتے ہیں نیز قبولیت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے کہ بندہ جو دعا مانگتا ہے بارگاہ الوہیت میں شرف قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے۔

جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں سے اس طرف کنایہ مقصود ہے کہ بندہ کو ان نیک اور اچھے کاموں کی توفیق عطا فرمائی جاتی ہے جو دخول جنت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں سے اس بات کی طرف کنایہ مقصود ہے کہ روزہ دار ایسے کاموں سے بچا رہتا ہے جو دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہی ہے روزہ دار کبیرہ گناہوں سے سے محفوظ و مامون رہتا ہے اور جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں وہ اس کے روزے کی برکت سے بخش دیئے جاتے ہیں۔

شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ ان شیاطین کو جو سرکش و سرغنہ ہوتے ہیں زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے اور ان کی وہ قوت سلب کر لی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بندوں کو بہکانے پر قادر ہوتے ہیں۔



اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں، پس تم اسے انہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں سے دور رہو جو اس کے اسماء گرامی میں الحاد (کجی) کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا ضرور ملے گی۔ (الاعراف ۱۸۰)

آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الحاد کا معنی شرک کیا ہے۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ مشرکین نے "اللہ" اسم الجلالہ سے "اللات" اور "العزیز" سے "العزی" مشتق کیا تھا۔ (تفسیر ابن ابی حاتم)

اعمش کا قول ہے کہ اسماء الہیہ میں الحاد کا مفہوم یہ ہے کہ ملحدین اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں اپنی طرف سے گھڑ کر بعض ایسے ناموں کا اضافہ کرتے ہیں جو حقیقت میں اس کے نام نہیں ہیں۔

مسائل: اس باب میں اللہ تعالی کے لیے اسماء کے اثبات کا ذکر ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے سب نام اچھے ہیں۔ آیت کریمہ میں اسماء حسنیٰ کے ذریعے سے اللہ تعالی کو پکارنے اور دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آیت مبارکہ میں یہ حکم بھی ہے کہ جو جہلاء اور ملحدین، اللہ تعالی کے اسماء یا صفات کا انکار کریں ان سے الگ تھلگ اور دور رہنا چاہیے اور ان سے معارضہ نہیں کرنا چاہیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے الحاد فی الاسماء کی تفسیر بھی واضح ہوئی۔

نیز اس تفصیل سے پتہ چلا کہ اللہ تعالی کے اسماء میں الحاد کرنے والوں کے بارے میں سخت وعید ہے۔

نوٹ (1)-: تمام اچھے اچھے نام اللہ عزوجل کے شایان شان ہیں۔ لہذا اللہ تعالی کا حکم ہے کہ اسے انہی ناموں سے پکارا اور یاد کیا جائے۔ فَادْعُوهُ بِهَا کا معنیٰ مفسرین نے ثنا اور عبادت کا کیا ہے، یعنی اللہ تعالی کے ان اسماء حسنی کے ساتھ اس کی تعریف و ثنا کی جائے اور اس کے دوسرے معنی دعا اور پکار کے بھی ہیں، یعنی جب تم اللہ تعالی کو پکارو اور اس سے کوئی چیز طلب کرو تو اس کے اسماء حسنی اور بلند صفات کا وسیلہ اور واسطہ بنا کر اسے پکارو۔

اسی آیت میں دوسرا حکم یہ ہے کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اللہ تعالی کے ناموں میں الحاد کرنے والوں سے الگ تھلگ رہیں۔ اللہ تعالی کے اسماء حسنیٰ کا ایسا مفہوم لینا جو حقیقت کے برعکس اور اللہ تعالی کے حق میں نامناسب ہو الحاد فی الاسماء کہلاتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

الحاد فی الاسماء کی مختلف صورتیں:)الف (معبودان باطلہ کے نام اللہ تعالی کے ناموں جیسے رکھنا مثلاً" الالہ "سے" اللات "اور" العزیز "سے" العزی "وغیرہ۔

(ب) یوں کہنا کہ اللہ تعالی بھی صاحب اولاد ہے جیسا کہ عیسائیوں نے عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کا بیٹا قرار دے دیا۔

(ج) اللہ تعالی کے تمام اسماء وصفات کا یا ان میں سے بعض کا انکار کرنا جیسا کہ غالی (فرقہ) جہمیہ، اللہ کے کسی بھی نام یا صفت کو تو نہیں مانتے، البتہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ موجود ہے اور اس کا وجود برحق ہے لیکن بغیر کسی اسم اور صفت کے۔

(د) اللہ تعالی کے اسماء وصفات کے بارے میں مسلک حق سے عدول و اعراض کر کے ان کا ایسا مفہوم مراد لینا جس کی شرعی طور پر قطعاً اجازت نہیں جبکہ سلف کا صحیح عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے تمام اسماء وصفات کو تسلیم کیا جائے اور ان پر ایمان رکھا جائے۔ ان کی تاویل کرنا یا ان کے مجازی معانی مراد لینا جائز نہیں۔



مسواک کی سنتیں

نبی کریم ﷺ نے ایک ارشاد میں فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کے لیے ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔(بخاری، مسلم)

ایک روایت میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا کے الفاظ ہیں، جہاں نماز کا ذکر ہے اس سے مراد بھی یہی وضو کا مقام ہے۔

اب ایک مسلمان دن اور رات میں کئی مرتبہ مسواک کرتا ہے، پانچ نمازوں، سنن رواتب، چاشت کی نماز، وتروں کی نماز، گھر میں داخل ہوتے وقت، تلاوت قرآن سے پہلے، نیند سے بیداری کے بعد، غرضیکہ مسواک کی سنت کو زندہ کرنے کے بھی بہت سے مواقع ہیں، اس سے بھی بہت سی سنتیں زندہ ہو جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے مسواک کو منہ کی صفائی اور اللہ کی رضا کا ذریعہ بتایا ہے۔(احمد)

جوتی پہننے کی سنت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں جب کوئی جوتی پہنے تو دائیں جوتی سے ابتدا کرے، جب اتارے تو بائیں جوتی سے ابتدا کرے۔(مسلم)

ایک مسلمان کتنی مرتبہ مسجد میں آتا ہے، کتنی مرتبہ گھر آتا اور گھر سے باہر جاتا ہے، بیت الخلاء میں داخل ہوتا اور نکلتا ہے، یہ ایسی سنت ہے جو بار بار ہو سکتی ہے، جب بھی جوتی پہنے گا اور اتارے گا تو نیت سنت عمل کو زندہ کرنے کی کرے تو کتنی سنتیں زندہ ہو جائیں گی۔

لباس کی سنتیں

لباس ایک ایسی چیز ہے جسے پہنتے اور اتارتے وقت بھی کتنی سنتیں ادا ہو سکتی ہیں،

بسم اللہ پڑھ کر لباس پہنے تو ایک سنت زندہ ہوگئی، اسی طرح بسم اللہ پڑھ کر اتارے تو دوسری سنت زندہ ہوگئی، جب کہ امام نووی فرماتے ہیں کہ بسم اللہ تمام اعمال میں پڑھنا مستحب ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ کا اپنا مبارک عمل یہ تھا کہ جب آپ ﷺ کپڑا پہنتے، قمیص پہنتے، چادر اوڑھتے، عمامہ باندھتے تو یوں پڑھا کرتے تھے

اللّٰھُمَّ إني أسألك من خيره وخير ما هو له، وأعوذ بك من شره وشر ما هو له)

اے میرے اللہ! میں اس چیز کی تجھ سے خیر مانگتا ہو، میں اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اس کے لیے ہو۔(ابو اوٗد، احمد)

لباس پہنتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا سنت ہے اور اتارتے وقت بائیں طرف سے اتارنا سنت ہے۔

گھر میں داخل اور خارج ہونے کی سنتیں

حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ مستحب عمل یہ ہے کہ آدمی بسم اللہ پڑھ کر گھر میں داخل ہو، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، پھر سلام کہے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت جب کثرت سے اللہ کو یاد کرے گا تو شیطان کہے گا کہ یہاں نہ کھانا ہے اور نہ ہی رات کا گزارنے کا ٹھکانہ ہے۔(مسلم)

گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا بھی سنت ہے اس کے بعد گھر والوں کو سلام کہے۔

اللّٰهُمَّ إني أَسأَلُكَ خَيرَ المَولَجِ وَخَيرَ المَخرَجِ، بسم الله وَلَجنَا، وَبسم الله خَرَجنَا، وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلنَا، (أبو داود)

گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کرنے کا ذکر بھی مسلم شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو مسواک کیا کرتے تھے۔

اسی طرح یہ عمل بھی سنت ہے کہ جب انسان گھر میں داخل ہو تو السلام علیکم کہے،

سورۃ نور میں ارشاد ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے اوپر سلام کیا کرو، یہ سلام اللہ کی طرف سے پاکیزہ برکت والا ہے۔ (نور ۶۱)

انسان کتنی بار گھر سے باہر جاتا ہے اور کتنی بار پھر اپنے گھر میں واپس آتا ہے، ہر آنے اور جانے پر انسان ان سنتوں پر عمل کرے تو کتنی سنتوں پر عمل ہو جائے گا، یہ کوئی چالیس کے قریب قریب سنتیں ہو جائیں گی جن پر تھوڑے سے وقت میں ایک مسلمان نے عمل کر لیا ہے۔

گھر سے نکلتے وقت سنت عمل یہ ہے کہ انسان یوں کہے

بسمِ اللّٰہِ، تَوَکلتُ عَلَی اللّٰہِ، وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا باللّٰہ،

اللہ کے نام کے ساتھ، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، تو اس شخص کے لیے کہا جاتا ہے کہ تیری کفایت کی گئی، تجھے بچالیا گیا، تجھے ہدایت دے دی گئی، اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اب دیکھنا یہ ہے کہ دن رات میں ایک مسلمان کتنی بار گھر سے باہر جاتا ہے، نماز کے لیے مسجد کی طرف جائے گا، اپنے کسی کام کے لیے گھر سے نکلے گا، گھریلو کام نمٹانے کے لیے گھر سے باہر جائے گا، یوں جتنی بار بھی نکلے گا ان سنتوں پر عمل کرے گا تو بہت زیادہ اجر وثواب کا مستحق ہو گا۔

مسجد کی طرف جانے کی سنتیں

اذان سنتے ہی مسجد کی طرف جانا سنت عمل ہے، آپ ﷺ نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کی کیا فضیلت ہے، صف اول کی کیا فضیلت ہے، پھر وہاں انہیں جگہ نہ ملے تو اس کے لیے قرعہ اندازی کریں، اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نماز کی طرف شروع میں ہی جانے کی کیا فضیلت ہے تو اس کی طرف پہل کریں، اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز میں کیا رکھا ہے تو اس کی طرف گھٹنوں کے بل بھی چل کر آئیں۔ (بخاری)

پھر یہ بھی سنت ہے کہ مسجد کی طرف جاتے وقت یہ دعا پڑھے

اللّٰھُمَّ اجعل في قلبي نوراً، وفي لساني نوراً، واجعل لي في سمعي نوراً، واجعل في بصري نوراً، واجعل من خلفي نوراً ومن أمامي نوراً، واجعل من فوقي نوراً ومن تحتي نوراً، اللّٰھُمَّ اعطني نوراً(مسلم)

اے میرے اللہ! میرے دل میں نور کر دے، میری زبان میں نور کر دے، میرے کانوں میں نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے، میرے پیچھے نور کر دے، میرے آگے نور کر دے، میرے اوپر نور کر دے، میرے نیچے نور کر دے، اے میرے اللہ! مجھے نور عطا کر دے۔

مسجد کی طرف جاتے ہوئے سکینہ اور وقار کے ساتھ جائے، دوڑ کر نہ جائے۔ سکینہ کا مطلب تو یہ ہے کہ معتدل طریقہ سے مسجد کی طرف جائے، کھیل کود، تماشہ سے بچتا ہوا جائے، اچھے طریقے سے حرکات وسکنات کا اظہار کرتا ہوا جائے، وقار کا مطلب یہ ہے کہ راستہ میں نگاہیں جھکا کر چلے، نیچے دیکھ کر چلے، نگاہ کی حفاظت کرے، ادھر ادھر نہ دیکھے۔

اسی طرح مسجد کی طرف پیدل جانا بھی سنت ہے، فقہاء کرام نے تو یہاں تک مسئلہ بیان کیا ہے کہ مسجد کی طرف جاتے وقت جو قدم اٹھائے وہ قریب قریب اٹھائے اور رکھے، عجلت اور جلدی نہ کرے، اس طرح اس کی نیکیاں بڑھیں گی، جتنے زیادہ قدم پڑیں گے اتنی نیکیاں بڑھیں گی۔(مسلم)

مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنا بھی سنت ہے، وہ دعا یہ ہے

(اللّٰھُمَّ افتح لي أبواب رحمتك)

دعا سے پہلے نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے۔(نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ)

مسجد میں داخل ہوتے وقت دائیاں پاؤں مسجد میں رکھنا سنت ہے، مسجد سے نکلتے وقت بائیاں پاؤں باہر نکالنا سنت ہے۔(حاکم)

مسجد میں جا کر پہلی صف میں بیٹھنا سنت ہے۔(بخاری، مسلم)

مسجد سے نکلتے وقت نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھے (نسائی) اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے

اللّٰهُمَّ إني أسألك من فضلك (مسلم)

مسجد میں داخل ہونے والے شخص کے لیے یہ عمل بھی سنت ہے کہ وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد بھی پڑھے۔(بخاری، مسلم)

حضرت امام شافعی تحیۃ المسجد کو اس قدر لازمی خیال کرتے ہیں کہ جن اوقات میں نماز ادا کرنا منع ان اوقات میں بھی وہ تحیۃ المسجد کو مشروع قرار دیتے ہیں، جب کہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع امت ہے کہ تحیۃ المسجد پڑھنا سنت ہے۔

ایک مسلمان کی کس قدر خوش نصیبی ہے کہ وہ پانچ وقت کے لیے مسجد کی طرف جاتا ہے، تو اس میں قدم قدم پر ثواب حاصل کرتا ہے، قدم قدم پر اس کی نیکیاں بڑھتی ہیں، چند سنتوں کو زندہ کرنے کے عوض اسے ڈھیروں نیکیاں مل جاتی ہیں۔

روزہ، تراویح اور لیلۃ القدر

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس شخص نے ایمان کے ساتھ (یعنی شریعت کو سچ جانتے ہوئے اور فرضیت رمضان کا اعتقاد رکھتے ہوئے) اور طلب ثواب کی خاطر (یعنی کسی خوف یا ریاء کے طور پر نہیں بلکہ خالصۃ للہ) رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے نیز جو شخص ایمان کے ساتھ اور طلب ثواب کی خاطر رمضان میں کھڑا ہوا تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے اسی طرح جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ (یعنی شب قدر کی حقیقت کا ایمان و اعتقاد رکھتے ہوئے) اور طلب ثواب کی خاطر کھڑا ہوا تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے۔(بخار و مسلم)

بگاڑ، میڈیائی کردار

خلیق الرحمان عباسی۔ بہارہ کہو

دنیا کی بڑھتی ہوئی ترقی اور بدلتے حالات وانقلابات میں میڈیا کا کردار چاہے وہ پرنٹ میڈیا ہو الیکٹرانک میڈیا ہو یا کہ سوشل میڈیا اہمیت کا حامل ہے اور رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میڈیا کو ریاست کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے۔

میڈیا کے جہاں بہت سارے فوائد اور مثبت پہلو ہیں وہیں اس کے بہت سارے منفی پہلو اور نقصانات بھی ہیں۔

من حیث القوم ہم جس اخلاقی گراوٹ، ذہنی پستی، فکری پراگندی، معاشرتی بے راہ روی اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ اس میں باقی عوامل کے ساتھ میڈیا کا رول بھی اہم ہے۔ آج میڈیا کے ذریعے جس طرح بے حیائی، فحاشی اور عریانی کو معاشرے کے اندر پرموٹ کیا جارہا ہے۔ اور اسلامی تعلیمات اور مذہبی اقدار وروایات اور تہذیب وثقافت کا جنازہ نکالا جارہا ہے۔ اور مغربی تہذیب وکلچر کو فروغ دیا جارہا ہے۔ یہود وہنود کی راہ ورسم کو عام کیا جارہے ہے۔ نوجوان نسل میں عدم برداشت اور متشددانہ رویوں کو پروان چڑھایا جارہے۔ اس کے نتائج ہم کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔

ہماری صبح کا آغاز جس طرح کے واہیات قسم کے مخلوط مارننگ شوز سے ہوتا ہے۔ جن میں چادر اور چاردیواری کی حرمت کو پامال کیا جاتا ہے۔ اور خواتین ہوسٹس نیم عریاں حالت میں بے حیائی کو فروغ دے رہی ہیں، معصوم نوجوان بچیوں کو ڈانس اور فیشن کے نام پر بے حیائی اور عریانی کے گر سکھائے جاتے ہیں۔ پھر ان پروگرامات کا نام فیملی شوز رکھا جاتا ہے۔ جنہیں اکیلے میں دیکھنا کوئی پسند نہیں کرتا۔

اور اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ملک پاک میں تعلیم جیسے مقدس پیشے کے نام پر قائم ہونے والے تعلیمی اداروں میں میوزک کنسرٹس کے خلاف قراداد آنے پر جس میڈیا کی چیخیں نکل جائیں۔ اور بھارتی اداکاروں کی موت پر صف ماتم بچھ جائے۔ ہر لمحے چلنے والے پروگرامات میں بے حیائی، فحاشی عدم برداشت کے رویوں کو پروان چڑھایا جارہاہو اور ہنود کی ہر رسم بے راہ کو مسلم معاشرے میں عام کیا جارہاہو۔ وہاں بچے ماؤں سے سوال تو کرتے ہیں ناکہ ماماسات پھیرے ہوئے نہیں تو شادی کیسے ہو گئی؟

آج میرا جسم میری مرضی کے نام پر اسلامی تعلیمات اور قرآن کریم واضح احکام کو جو پامال کیا جارہاہے۔ میڈیا ہی کی کارستانیوں کی بدولت ہی تو ہو رہاہے۔

آج ہمارا خاندانی نظام جس تباہی کے دھانے پہ کھڑا ہے۔ ہمارے میڈیا پر انٹر ٹینمنٹ کے نام پر چلنے والا کوئی پروگرام نکاح وطلاق سے خالی نہیں۔ گرل فرینڈ بوائے فرینڈ کے کلچر سے خالی نہیں۔ جو آج کے معاشرے کا بڑا ناسور بنتا جارہا ہے جس میں والدین جیسے مقدس رشتوں کو پس پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔۔ سوچئے اور ذرا ٹھیک سے سوچئے کیا سب میڈیا ہی کے بدولت نہیں ہے اور سوشل میڈیا نے تو کام اور بھی آسان کر دیاہے، ایک کلک پر کیا کیا واہیات تک رسائی اب سیکنڈوں میں ہو جاتی ہے۔

افسوس صد افسوس جو میڈیا معاشرے کی بہتر تعمیر و ترقی کا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے اور صحت مند معاشرے کی آگاہی کا بڑا کردار بن سکتاہے بد قسمتی سے وہی میڈیا غیروں کا آلہ کار بن کر معاشرے کے بگاڑ کا سبب بنا ہوا۔

آج کی۔ دنیا میں میڈیا کی افادیت سے جس طرح سر موانکار نہیں کیا جاسکتا۔ وہیں ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے ۸۰ فیصد معاشرے کے بگاڑ میں میڈیا کا کردار ہے

کتاب اور رسالہ: کتاب اور رسالہ بہترین دوست ہیں، ان دونوں کے ساتھ تعلق رکھنے سے انسان کی **معلومات** میں اضافہ ہوتا ہے، پھر اللہ کی توفیق سے یہ **معلومات** انسانی زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں، انسان کا شعور بیدار ہوتا ہے، اس لیے مطالعہ کرتے رہیے۔



قندوز میں قرآن کریم حفظ کرنے والے بچوں کو شہید کیا گیا، ان بچوں کے حفظ قرآن کی دستار بندی کی تقریب تھی، ان طفلان بہشتی نے سفید عمامے سر پر سجائے تھے اور ان کے سرپرست اور عزیز و اقارب جمع تھے، اس موقع پر ڈرون حملہ کیا گیا اور سو سے زیادہ بچے آگ و خون کی نذر ہو گئے۔

اس سے پہلے باجوڑ کے ایک مدرسے پر بمباری کی گئی تھی اور ۸۰ بچے شہید ہوئے تھے، اس سانحہ پر ہر درد مند مسلمان کی آنکھ نم ہے، عالمی میڈیا اس پر خاموش رہا، ملکی میڈیا نے بھی اسے خاص اہمیت نہیں دی، انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔

ہماری ریاست کے حفاظتی اداروں نے رسمی مذمتی بیانات جاری کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی، نہ مرثیوں کی صدا بلند ہوئی، نہ غم کے نوحے کہے گئے، نہ اسکرینوں پر حزن و الم کے ساز چھیڑے گئے، یہ ایک دہرا معیار ہے، جس سے ساری دنیا گزشتہ کئی عشروں سے دیکھ رہی ہے اور اس کی آغوش سے انتقامی جذبوں کی ایک نئی نسل نمو پا رہی ہے، جو موقع تلاش کر کے بزعم خود قرض چکا رہی ہے۔

یقیناً سوشل میڈیا پر آواز بلند ہوئی، اور اس کا ایک اثر رہا، پاکستان میں چند حضرات نے مدرسے کے چھوٹے بچوں کو اس حوالے سے ذریعہ احتجاج بنایا، اور سڑکوں کے کنارے قرآن خوانی کے لیے انہیں بٹھایا، قندوز کے سانحے پر اس انوکھے احتجاج سے ان کا مقصد دنیا کو جہاں اس ظلم و بربریت کی طرف متوجہ کرنا ہے، وہاں دنیا کو یہ پیغام بھی دینا

ہے کہ قرآن کریم پڑھنے والے مدرسے کے یہ بچے، معصوم بچے ہیں، دہشت گرد نہیں. یہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ قندوز کے معصوموں کو خون میں نہلانے والے ذہن آپ کے قرآن کے دشمن ہیں، اسلام کے دشمن ہیں...... یہ عمامے، یہ لباس، اور یہ ہیئت و تشخص انھیں زہر لگتا ہے، وہ اسے مٹانا چاہتے ہیں..... یہ اور بات ہے کہ پھونکوں سے یہ چراغ نہ بجھ سکا ہے، نہ بجھے گا.

ہماری گزارش ہے کہ ہمیں اپنے مدارس کے نظام تعلیم کو میڈیا آرائی سے محفوظ رکھنا چاہیے، چھوٹے بچوں کو سڑکوں پر لانا کسی بھی طرح مناسب نہیں، یقیناً اس انوکھے احتجاج میں نہ ٹریفک کی روانی متاثر کی گئی اور نہ ہی کسی قسم کے نعرے لگائے گئے، لیکن بہر حال مدارس کے یہ چھوٹے بچے والدین اور قوم کی امانت ہیں، ان کی عمر ابھی کسی بھی طرح احتجاج میں شمولیت کی نہیں۔

میرے بھائیو!....... چاروں سمت دشمن اور قدم قدم پر رہزن ہیں...... کوئی بھی حادثہ ہو گیا تو مدارس کے خلاف ایک طوفان کھڑا ہو گا، قندوز پر آج کا خاموش میڈیا مدارس کے خلاف آسمان سر پر اٹھائے گا، اور پھر ہم یہ کہتے کہتے تھک جائیں گے کہ ہمارے مدارس بچوں کے لیے محفوظ تعلیم گاہیں ہیں........ یہ کام کوئی کتنے ہی اخلاص سے کیوں نہ کرتا ہو، مدارس کے بنیادی ہدف و مقصد کے لیے نقصان دہ ہے، فتوے اور شریعت کی رو سے بھی اس پر کئی سوالات اٹھ سکتے ہیں، ہمارے خیال میں اس انوکھے احتجاج کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے، اس لئے اپنے کرب والم کے اظہار کے لیے کوئی اور راستہ اختیار کیجئے.۔۔۔۔۔اللہ ہم سب کا حامی اور ناصر ہو۔

مضمون نگاری کا فن

فیس بک سے ماخوذ

کسی موضوع پر معلومات یا خیالات نثر میں تحریر کرنے کو مضمون لکھنا کہتے ہیں۔ اکثر اوقات مضمون لکھنے سے پہلے آپ کو احساس ہوتا ہے کہ اس خاص موضوع پر اس مضمون کے قارئین کو وہ معلومات حاصل نہیں ہیں جو آپ کے پاس ہیں اور یہ کارآمد معلومات آپ ان تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ یا آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ کسی خاص معاملے میں لوگ اس طرح نہیں سوچتے جس طرح کہ انہیں سوچنا چاہیے اور آپ اس معاملے پر دلائل کی مدد سے ایک بہتر اندازِ فکر پر قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اوپر درج کی گئی دونوں صورتوں میں موضوع آپ کے پاس موجود ہے۔ اب آپ کو اپنی معلومات یا خیالات و دلائل کو منظم کرنا ہے تاکہ انہیں ایک ایک کر کے ایسی ترتیب سے لکھ سکیں کہ پڑھنے والے کے لیے زیادہ سے زیادہ آسان فہم اور کارآمد ہو جائیں اور آپ کے دلائل اس کو زیادہ سے زیادہ متاثر کریں۔

اس مقصد کے لیے آپ یہ طریقہ اپنا سکتے ہیں کہ اپنے موضوع کو ایک صفحے کے بیچوں بیچ لکھ کر اس پر دائرہ کھینچ دیجیے۔ اس موضوع پر جو معلومات یا خیالات آپ قاری تک پہنچانا چاہتے ہیں انہیں اس دائرے کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے دائروں میں نوٹ کر لیجیے۔ سوچیے کہ ارد گرد نوٹ کیے ہوئے خیالات کو کس ترتیب سے پیش کرنا مناسب ہو گا کہ مضمون لکھنے کا مقصد زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔ ان نکات پر اسی ترتیب سے نمبر ڈال دیجیے۔

صفحے کے اوپر کی جانب لکھیے 'تعارف اور اس پر بھی دائرہ بنا دیجیے۔ اسی طرح صفحے کے بالکل نیچے 'اختتام لکھ کر اس پر بھی دائرہ بنا دیجیے۔

لیجیے آپ کے مضمون کا ڈھانچا تیار ہو چکا ہے۔ اس پر ایک بھرپور نظر ڈالیے کہ کیا کسی کمی بیشی کی ضرورت ہے۔ کوئی کسر رہ تو نہیں گئی؟ اگر کچھ نکات شامل کرنے یا نکالنے یا ترتیب میں کسی تبدیلی سے مضمون بہتر ہو جائے گا تو کر لیجیے۔

لیجیے اب لکھنے کا مرحلہ آ گیا ہے۔ کاغذ لیجیے، قلم اٹھائیے اور خدا کا نام لے کر شروع ہو جائیے۔ سب سے پہلے ایک پیراگراف میں مضمون کا تعارف ہو گا کہ یہ کس بارے میں ہے اور اس کے لکھنے سے آپ کیا بتانا یا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد آپ معلومات یا خیالات اس ترتیب سے لکھتے جائیں جو نمبر آپ نے موضوع کے گرد چھوٹے دائروں میں نوٹس کو دے رکھے ہیں۔ ایک خیال کو بیان کرنے کے لیے ایک پیراگراف استعمال کیجیے۔ پھر اگلا نکتہ لیں اور نئے پیراگراف میں اسے بیان کریں۔ اسی طرح ایک ایک پیراگراف میں ایک خیال لکھتے لکھتے جائیں اور تمام نکات ختم کر دیں۔ سب سے آخر میں مضمون کا اختتام ہو گا۔ یعنی ایک پیراگراف میں آپ لکھیں گے کہ جو باتیں آپ نے لکھیں ان سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

لیجئے، آپ کا لکھنے کا عمل پورا ہو گیا اور مضمون تیار ہو گیا۔ لیکن ایک اہم کام ابھی باقی ہے۔ اور وہ یہ کہ اپنی تحریر کو مکمل کر لینے کے بعد ہمیشہ کم سے کم ایک دفعہ پڑھ لینا چاہیے تاکہ اگر کوئی غلطیاں رہ گئی ہیں تو تحریر آگے بڑھانے سے پہلے انہیں ٹھیک کر لیا جائے اور اگر کوئی بہتری ہو سکتی ہے تو کر لی جائے۔ اچھے مصنف اپنی تحریر پر بہت محنت کرتے ہیں اور اکثر ہر مضمون پر ایک سے زیادہ مرتبہ نظر ثانی کرتے ہیں۔

یہ طریقہ کار ہر طرح اور ہر سطح کی مضمون نویسی کے لیے کارآمد ہے لیکن طلبہ و طالبات کو تو خاص طور پر اسی طریقے کو اپنانا چاہیے حتیٰ کہ وہ خوب ماہر مضمون نویس بن جائیں۔

دینی مسائل

مفتی محمد زبیر کراچی

کریانہ کی دوکان پر زکوۃ کا مسئلہ ادھار چیز مہنگے داموں میں فروخت کرنا سودے کا صحیح تول نہ ہو سکے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ذیل مسائل کے بارے میں ارشاد فرمائیں: (۱) میری کریانے کی دکان ہے جس میں کچھ سامان قرض سے آتا ہے جبکہ کچھ نقد خریدتا ہوں۔ سال بھر دکان چلتی ہے کچھ نقد کچھ ادھار، اب اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟ (۲) کچھ گاہک ہمارے ایسے ہیں کہ نقد سودا لیتے ہیں، کچھ گاہکوں کا کھاتہ ہوتا ہے جو ادھار لیتے ہیں۔ جو نقد لیتا ہے مثال کے طور پر اس کو ۱۰ روپے میں دیتا ہوں جب کہ ادھار لینے والے کو ۱۱ یا ۱۲ روپے میں دیتا ہوں، آیا یہ شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ناجائز ہے تو پہلے جو سامان لے چکے ہیں اس کا کیا معاملہ ہوگا؟ (۳) بعض لوگ سودا لیتے ہیں اگر چیز ۴۰ روپے پاؤ ہے تو وہ ۳۰ روپے کا مانگتے ہیں، تو اس کا تول ممکن نہیں، لہٰذا کسی کو تھوک پر دیتا ہوں، مگر اس میں کم زیادہ کا احتمال ہوتا ہے ہم بتا بھی دیتے ہیں کہ بھائی کم زیادہ ہو سکتا ہے لہٰذا میں ذمہ دار نہ ہوں گا مگر پھر بھی گاہک اصرار کرتا ہے کہ دیدو تو اس میں میں گناہگار ہونگا یا نہیں؟ (فقط آپ کا ایک مسلمان بھائی)

جواب: ① آپ کی مجموعی ملکیت سے اس قرض کو منہا کیا جائے گا اور قرض کو منہا کرنے کے بعد اگر آپ کی مجموعی ملکیت (یعنی سونا، چاندی، نقد رقم اور دکان میں موجود یہ مال تجارت ملا کر) نصاب کے بقدر بچ جائے تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا آپ پر لازم ہے۔ (الدر المختار ج۳ ص ۲۵۸) ② نقد کی صورت میں کم قیمت مقرر کرنا اور ادھار کی صورت میں زیادہ قیمت لینا شرعاً درست ہے، بشرطیکہ ادھار کی صورت میں اس چیز کی قیمت اور اس کی

ادائیگی کی مدت متعین کرلی جائے۔اور مقررہ وقت پر ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں کسی قسم کا اضافہ اور جرمانہ نہ لگایا جائے۔ ③ آجکل مارکیٹ میں کمپیوٹرائزڈ کانٹے اور ترازو دستیاب ہیں جن میں کسی چیز کے وزن میں کمی بیشی کا احتمال نہیں ہوتا، اس لئے ایسے ناپ تول کے آلات استعمال کرنا چاہئیں۔ تاہم اگر آپ متوقع کمی بیشی سے متعلق گاہک کو پیشگی مطلع کر دیتے ہیں تو ایسی صورت میں اس کمی بیشی کے باوجود یہ معاملہ شرعاً درست ہے۔

سر اور داڑھی کے بالوں کی شرعی حدود

سوال: سر اور داڑھی کے بالوں کی شرعی حدود کیا ہیں؟ برائے کرم مکمل تفصیل بیان فرمادیں۔(رفیع یوسفی، کراچی)

جواب: سر کے بالوں میں تفصیل یہ ہے کہ سر کے بال زلفوں کی شکل میں بھی رکھے جاسکتے ہیں جس کی تین صورتیں آپؐ سے ثابت ہیں نصف کان تک، کان کی لو تک، اور کندھوں تک اور سر منڈانا بھی درست ہے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے حج کے موقع پر اپنا سر مبارک منڈوایا بھی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بعض صحابہ کرامؓ سے بھی سر منڈوانا ثابت ہے، اس لئے سنت یہ ہے کہ پورے سر پر بال رکھے جائیں، یا سب کے سب منڈوا دیئے جائیں یا چاروں طرف سے مساوی طور پر کٹوا دیئے جائیں تاہم کچھ حصہ منڈوانا اور کچھ رہنے دینا یا کاٹ کر چھوٹے بڑے بال رکھنا جیسا کہ آج کل فیشن ہے۔ درست نہیں اس سے احتراز کیا جائے۔

داڑھی کی حدود یہ ہیں کہ سر کی طرف سے کنپٹی کی ہڈی کے نیچے دونوں کانوں کے سامنے کا حصہ اور دونوں رخساروں کے نیچے والا حصہ جہاں بال اگتے ہیں۔ رخساروں کے سامنے والا حصہ اس میں داخل نہیں، لہٰذا رخساروں پر جو بال داڑھی کی حدود سے آگے نکل آتے ہیں انہیں صاف کر کے برابر کرنا یعنی خط بنوانا درست ہے، یعنی مباح ہے ضروری نہیں اور منہ کے دونوں جانب کا وہ حصہ جو مونچھوں سے ملا ہوا ہو، اس پر اور ٹھوڑی اور جبڑے پر جو بال اگتے ہیں سب داڑھی کے بال ہیں ان کو کاٹنا جائز نہیں۔

دم درود اور تعویذات کے کاروبار کی شرعی حیثیت

داڑھی منڈے کی اذان وامامت کا حکم

سوال: موجودہ دور میں بہت سے لوگوں اور عام لوگوں نے دم درود اور تعویذات کو ایک کاروبار کی شکل دے دی ہے۔ ہر دم اور ہر تعویذ کا پیسہ مقرر ہے، یہ کام شرعی لحاظ سے کیسا ہے۔ یہ بھی بتائیے کہ داڑھی منڈے کی اذان اور امامت کیسی ہے؟ دم درود اور تعویذات کا یہ کام صوبہ خیبر پختونخوا میں بڑے زور وشور سے ہوتا ہے، مزے کی بات یہ ہے کہ تعویذات کے ساتھ ساتھ دوائی بھی خواتین کو لکھ کر دیتے ہیں جبکہ تجربہ نہیں صرف پیسے بٹورنے کے چکر میں۔(محمد اقبال، اوگی ضلع مانسہرہ)

جواب: مستند عامل یا عالم دین جو عملیات کا ماہر ہو اور دم، اور تعویذات کی تمام شرعی شرائط(مثلاً اس دم اور تعویذات میں کوئی شرکیہ کلمہ نہ ہو، وہ کلمات قرآن وحدیث پر مشتمل ہوں اور کوئی نامعلوم المعنی لفظ نہ ہو، اور اسے موثر حقیقی نہ سمجھا جائے وغیرہ) کا مکمل خیال رکھتا ہو اس کے لیے دم اور تعویذ کے ذریعے علاج کرنا اور اس سے علاج کرانا شرعاً جائز ہے۔ تاہم جو شخص عملیات یا طب نہ جانتا ہو یا مستند عامل نہ ہو اسے لوگوں کا روحانی یا جسمانی علاج کرنا اور اس سے علاج کرانا درست نہیں۔ اس سے احتراز لازم ہے۔ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، اس سے کم کرنا یا منڈوانا ناجائز ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔ ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا درست نہیں کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا کسی صالح امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر کوئی صالح امام نہ ملے تو پھر جماعت نہ چھوڑے اسی کے پیچھے نماز پڑھ لے کیونکہ جماعت کی تاکید زیادہ آئی ہے۔ نیز ایسے شخص کا اذان کہنا بھی مکروہ ہے۔ اس کے بجائے کسی متبع سنت شخص کو موذن مقرر کرنا چاہئے۔



عـادات اور نسلیں

محمودالرشیدعباسی

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آج کل ذرائع مواصلات کی شکل میں بہت سی آسانیاں پیدا کر دی ہیں، مجھے انہی آسان ترین ذرائع مواصلات سے کسی باذوق آدمی کی طرف سے بھیجاہوا ایک بہت ہی معلومات افزا مضمون ملا، جس کا عنوان تھا کہ عادتیں نسلوں کا پتا دیتی ہیں، جسے دیکھتے ہی میں نے پڑھنا شروع کر دیا، پھر میں نے اسے اپنے فولڈر میں محفوظ کر لیا، اب جب میں نے ماہ نامہ آب حیات کے مضامین مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو مجھے یہ مضمون پھر دکھائی دیا، جسے میں اپنے پڑھنے والوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، امید ہے کہ احباب کو یہ مضمون پسند آئے گا، لیجیے، پڑھیے۔

ایک بادشاہ کے دربار میں ایک اجنبی نوکری کی طلب لیے حاضر ہوا، قابلیت پوچھی گئی تو کہا کہ سیاسی ہوں۔

عربی میں سیاسی افہام و تفہیم سے مسئلہ حل کرنے والے معاملہ فہم کو کہتے ہیں۔

بادشاہ کے پاس سیاست دانوں کی بھرمار تھی۔ اسے خاص گھوڑوں کے اصطبل کا انچارج بنالیا جو حال ہی میں فوت ہو چکا تھا۔

چند دن بعد بادشاہ نے اس سے اپنے سب سے مہنگے اور عزیز گھوڑے کے متعلق دریافت کیا، اس نے کہا، نسلی نہیں ہے، بادشاہ کو تعجب ہوا، اس نے جنگل سے شائس کو بلا کر دریافت کیا، اس نے بتایا گھوڑا نسلی ہے، لیکن اس کی پیدائش پر اس کی ماں مر گئی تھی، یہ ایک گائے کا دودھ پی کر اس کے ساتھ پلا ہے۔ مسئول کو بلایا گیا، تم کو کیسے پتا چلا، اصیل نہیں؟ اس نے کہا، جب یہ گھاس کھاتا ہے تو گائیوں کی طرح سر نیچے کر کے جبکہ نسلی گھوڑا گھاس منہ میں لے کر سر اٹھالیتا ہے، بادشاہ اس کی فراست سے بہت متاثر ہوا۔

مسئول کے گھر اناج گھی، بھنے دنبے اور پرندوں کا اعلیٰ گوشت بطور انعام بھجوایا، اس کے ساتھ ساتھ اسے ملکہ کے محل میں تعینات کر دیا، چند دنوں بعد بادشاہ نے مصاحب سے بیگم کے بارے میں رائے مانگی، اس نے کہا، طور واطوار تو ملکہ جیسے ہیں، لیکن شہزادی نہیں ہے، بادشاہ کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی، حواس بحال کیے، سائس کو بلا بھیجا، معاملہ اس کے گوش گزار کیا

اس نے کہا، حقیقت یہ ہے تمہارے باپ نے میرے خاوند سے ہماری بیٹی کی پیدائش پر ہی رشتہ مانگ لیا تھا، لیکن ہماری بیٹی چھ ماہ ہی میں فوت ہو گئی تھی، چنانچہ ہم نے تمہاری بادشاہت سے قریبی تعلقات قائم کرنے کے لیے کسی کی بچی کو اپنی بیٹی بنالیا، بادشاہ نے مصاحب سے دریافت کیا، تم کو کیسے علم ہوا؟

اس نے کہا، اس کا خادموں کے ساتھ سلوک جاہلوں سے بدتر ہے، بادشاہ اس کی فراست سے خاصا متاثر ہوا، بہت سا اناج بھیڑ بکریاں بطور انعام دیں، ساتھ ہی اسے اپنے دربار میں متعین کر دیا، کچھ وقت گزرا مصاحب کو بلایا، اپنے بارے میں دریافت کیا، مصاحب نے کہا، جان کی امان، بادشاہ نے وعدہ کیا، اس نے کہا، نہ تو تم بادشاہ زادے ہو نہ تمہارا چلن بادشاہوں والا ہے، بادشاہ کو تاؤ آیا، مگر جان کی امان دے چکا تھا، سیدھا والدہ کے محل پہنچا، والدہ نے کہا یہ سچ ہے، تم ایک چرواہے کے بیٹے ہو، ہماری اولاد نہیں تھی، تو تمہیں لے کر پالا۔

بادشاہ نے مصاحب کو بلایا، پوچھا، بتا تجھے کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا، بادشاہ جب کسی کو انعام واکرام دیا کرتے ہیں تو ہیرے موتی، جواہرات کی شکل میں دیتے ہیں، لیکن آپ بھیڑ، بکریاں، کھانے پینے کی چیزیں عنایت کرتے ہیں۔ یہ اسلوب بادشاہ زادے کا نہیں، کسی چرواہے کے بیٹے کا ہی ہو سکتا ہے، عادتیں نسلوں کا پتا دیتی ہیں۔

عادات اخلاق اور طرز عمل، خون اور نسل دونوں کی پہچان کرا دیتے ہیں۔



23مارچ کو یوم پاکستان نہایت دھوم دھڑکے سے منایا گیا۔۔۔ واہگہ بارڈر پر پرچم اتارنے سے لیکر اسلام آباد میں روائتی فوجی پریڈ تک خوب گہما گہمی رہی۔۔۔ ۲۳مارچ ہماری قومی تاریخ کا سب سے اہم دن اس لئے بھی ہے کہ اس دن ۱۹۴۰ میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے اپنے عقیدے اور مذہب کی بنیاد پر ہندوؤں اور دیگر مذاہب سے الگ وطن حاصل کرنے کا عزم بالجزم کیا تھا۔

''پاکستان'' کسی نے ''حلوے'' کی پلیٹ میں رکھ کر مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا تھا بلکہ کلمہ توحید اور نظریہ اسلام کی بنیاد پر بننے والے ''پاکستان'' کی خاطر مسلمانان برصغیر نے لاکھوں سروں کی فصل کٹوائی تھی۔

یہ کلمہ طیبہ ہی تھا کہ جس کی بنیاد پر مختلف رنگ و نسل اور زبانیں بولنے والے مسلمان یک جان دو قالب میں ڈھل گئے۔۔۔ اور ۲۳مارچ ۱۹۴۰ کے صرف ۷ برس بعد یعنی ۱۴اگست ۱۹۴۷ کو پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

لاکھوں جانوں کی قربانی دینے کے بعد ''پاکستان'' تو معرض وجود میں آگیا۔۔ مگر انگریز سرکار کے بوٹ پالش کرنے والے اور فرنگیوں کے گھوڑوں کے نرخروں کی مالش کرنے والے ''کاٹھے'' انگریز یکے بعد دیگرے پاکستانی قوم کے سروں پر مسلط ہوتے چلے گئے اور فرنگی سامراج کے اس مالشی گروہ نے پاکستان کو مذہب اسلام اور نظریہ پاکستان سے جدا کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، ''پاکستان'' مسلمانانِ برصغیر کے لئے نعمت خداوندی سے کم نہ تھا۔ ''پاکستان'' میں ہر قسم کے پھل بھی تھے اور پھول بھی۔۔۔

پاکستان کے موسم بھی حسین تھے اور علاقے بھی حسن و جمال سے مالامال۔۔۔ یہاں اونچے اونچے پہاڑ بھی ہیں۔۔۔وسیع و عریض میدان بھی۔۔۔ صحرا بھی ہیں، دریا اور سمندر بھی، ''پاکستان'' کی بنیاد لاکھوں شہیدوں کے خون سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ اس لئے یہاں دین داری کی بہاریں پھیلنا چاہتی تھیں۔۔۔ یہاں کے عوام میں دین سے محبت بھی تھی۔۔۔ غیرت مندی بھی تھی۔۔۔ جذبہ اخوت بھی تھا، ایثار و قربانی، ہمدردی و غم خواری۔۔۔ غرضیکہ اخلاق و کردار کی ہر سوغات یہاں وافر مقدار میں دستیاب تھی۔۔۔ مگر برا ہو سیکولر'' الوؤں'' کا کہ جنہوں نے فرنگی سامراج اور عالمی صہیونی طاقتوں کی راتب خوری کرتے ہوئے پاکستانی قوم سے روحِ محمد ﷺ نکالنے کی بے انتہا کوششیں کیں۔

ذرا سوچئے! کہ کلمہ توحید اور نظریۂ اسلام کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والے پاکستان میں۔۔۔ اگر دینِ اسلام عملاً نافذ ہو جاتا۔۔۔ تو آج ''پاکستان'' ترقی کے آسمانوں پر سورج کی طرح کرنیں بکھیر رہا ہوتا۔۔۔ پاکستان کو سیکولر لادینیت کے کسی ''الو'' کی ایسی نظر لگی کہ۔۔۔ جو ''پاکستان'' آج تک سنبھلنے میں ہی نہیں آ رہا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ترقی میں سیکولر لادینیت اور اس کا پیروکار گروہ رکاوٹ بنا رہا۔۔۔ یہاں یہ امر نہایت حیرت ناک ہے کہ جس کلمہ توحید اور دین اسلام کی خاطر ''پاکستان'' کا وجود تشکیل پایا تھا۔۔۔ فرنگی سامراج کے ٹوڈیوں نے اسی کلمہ توحید اور دین اسلام کو پاکستان سے نکال باہر کرنے کی سازشیں کیں، برصغیر کے ان عظیم مسلمانوں کو سلام کہ جنہوں نے کلمہ توحید اور اسلام کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔۔۔ مگر فرنگی سامراج اور بد طینت ہندوؤں کے سامنے سر جھکانا گوارا نہ کیا۔۔۔ لیکن پاکستان میں رہنے والے بعض سیکولر اور لبرلز نے ہندوؤں کو راضی کرنے کے لئے دہلی کی نمک خواری کرتے ہوئے۔۔۔ پاکستانی قوم پر بھارتی کلچر کو مسلط کرنے کی کوششیں کیں۔

یہ کیسے بے شرم لوگ ہمارے ملک میں در آئے ہیں کہ جو پاکستان کو دین اسلام سے جدا کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔۔۔ حالانکہ یہ بات ہر ذی شعور انسان جانتا ہے کہ پاکستان کا وجود بنا ہی دین اسلام کے نفاذ کیلئے تھا، لیکن فرنگیوں کے ذہنی غلاموں اور ہندو سامراج کے ایجنٹوں نے یہاں کبھی قومیت، کبھی لسانیت اور کبھی فرقہ واریت کے نام پر نفرتوں کو بڑھاوا دیا۔۔۔ یہاں چند خاندان نوے فیصد دولت پر قابض ہو گئے۔۔۔ دہلی اور یورپ ان کی ''جنت'' قرار پائے۔۔۔ تمام تر ہتھکنڈے استعمال کر کے اقتدار میں آ کر لوٹ مار اور عیاشیاں کرنا۔۔۔ حکمرانوں کا مشن بن گیا۔۔۔ جب اقتدار پر قابض ٹولے نے قومی خزانے کی لوٹ مار اور کرپشن کو اپنا مشن بنایا، تو یہی کرپشن نیچے تک سرایت کر گئی۔

اسلام آباد کا اقتدار اور امریکہ کی غلامی کا آپس میں ایسا گہرا تعلق جڑا کہ پھر یہ تاثر ابھر کر سامنے آیا کہ ۔۔۔ پاکستان کے اقتدار میں رہنے کیلئے امریکہ کی چاکری صرف ضروری ہی نہیں بلکہ لازمی ہے۔۔۔ مسلمان مجاہدین کی مخبریاں کر کے انگریز سرکار سے جاگیریں حاصل کرنے والے کی اولادیں۔۔۔ اس ملک کی نظریاتی بنیادوں کو دیمک کی طرح چمٹ گئیں۔

وہ سب باریاں بدل بدل کر اقتدار میں آتے رہے۔۔۔ بجلی، گیس اور سڑکوں کا سسٹم تو کچھ بہتر ہو گیا۔۔ مگر نہایت دُکھ کی بات یہ ہے کہ ۷۰ سالوں میں نہ وہ پاکستانی قوم کو یکساں نصاب تعلیم دے سکے، اور نہ ہی آئین میں درج شقوں کے مطابق پاکستانی قوم کے جوانوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کر سکے۔۔۔ بلکہ میں یہ بات پوری دیانت داری سے لکھ رہا ہوں کہ یہاں کے حکمرانوں، سیاسی جماعتوں اور سیاست دانوں نے دجالی میڈیا کے پنڈتوں کے ساتھ ملکر پاکستانی قوم کے اخلاق و کردار کو بگاڑنے کیلئے کفریہ طاقتوں سے درآمد کردہ تمام حربے استعمال کئے۔۔۔ مگر اس سب کے باوجود آج بھی ''پاکستان''

ہمارے لئے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، پاکستان کے امن کو تہہ و بالا کرنے کیلئے ایوان اقتدار میں گھسے ہوئے امریکہ اور دہلی کے سہولت کاروں نے خوب سازشیں کیں، مگر مسلح فورسز نے بھارتی سازشوں کو ناکام بنا کر کلبھوش سنگھ جیسے بھارتی ایجنٹ گرفتار کئے۔۔۔ پرانی باتوں کو چھوڑیئے۔۔۔ ابھی حال ہی میں ن لیگی حکومتی کل پرزوں نے ''ڈان لیکس'' جو کھڑاک کیا وہ سب کے سامنے ہے، جب اقتدار میں بیٹھے ہوئے سیکولر حکمران اپنی ہی فوج کے خلاف یہود و ہنود اور نصاریٰ کو مخبریاں کریں گے۔۔ تو پھر یہ ملک خطرات سے دوچار رہے گا، ''پاکستان'' نظریۂ اسلام کی بنیاد پر بنا تھا، ''اسلام'' کا مطلب ہی سلامتی ہے، اسلام سلامتی والا مذہب ہے۔۔۔ اور پاکستان امن و سلامتی کو عام کرنے والا ملک۔۔۔ اس لئے یہ خاکسار اس حق بات کو لکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔ کہ ''امن'' دین اسلام اور ناموس رسالت سے وابستہ ہے۔۔۔ اور ''پاکستان'' امن و سلامتی کے اس پیغام کو عام کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

بادشاہ اور انڈے

شہنشاہ جہانگیر نے ایک مرتبہ دوران شکار ایک گاؤں کے قریب ڈیرہ ڈالا۔ ایک خدمت گار گاؤں میں انڈے خریدنے گیا، تو ایک دیہاتی نے یہ معلوم کرکے کہ یہ انڈے بادشاہ کے لیے خریدے جا رہے ہیں، پانچ اشرفی فی انڈا قیمت طلب کی۔

خدمت گار نے اس کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کرکے کہا کہ یہ شخص باوجود اس بات کے جاننے کے کہ انڈے شہنشاہ عالم کے لیے مطلوب ہیں۔

اس قدر گراں قیمت طلب کرتا ہے۔ بادشاہ نے نہایت خوش اخلاقی سے دریافت کیا کہ کیا اس گاؤں میں انڈے کم ملتے ہیں؟ دیہاتی نے کہا، حضور انڈے تو بہت ملتے ہیں لیکن ایسے شہنشاہ کم ملتے ہیں۔ بادشاہ اس کے اس مدلل اور برجستہ جواب سے بہت خوش ہوا' اور انڈوں کی منہ مانگی قیمت دینے کے علاوہ اس کو معقول انعام دے کر رخصت کیا۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کا پیغام

اصول وضابطہ زندگی

① تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام کرنا۔

② ظاہری گناہوں میں بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

③ اخلاق ذمیمہ، برے اخلاق میں سے بے جا غصہ، حسد، عجب، کینہ اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

④ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا انفراداً اور اجتماعاً بہت اہتمام رکھنا، ان کے احکام وآداب کو بھی معلوم کرنا۔

⑤ صفائی وستھرائی کا التزام رکھنا، بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد ومدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں، ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا کرنا۔

⑥ نماز میں سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

⑦ سنن عادات کا بھی خیال رکھنا، مثلاً کھانے، پینے، سونے، جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

⑧ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا، اس میں کلام پاک کے حسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔

⑨ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہوا۔

⑩ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سنت موکدہ، سنت غیر موکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔ (خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور کینٹ)